کلمۂ حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفاذِ شریعت کا قومی مطالبہ!

اور حکمرانوں کی آنکھ مچولی

ہم بحیثیت مسلمان شرعاً اس امر کے پابند ہیں کہ عقائد، عبادات اور اخلاق کی طرح سیاست، قانون، معیشت، معاشرت اور نظم و نسق کے اجتماعی معاملات میں بھی قرآن و سنت سے راہ نمائی حاصل کریں اور ہمارا اجتماعی نظامِ زندگی قرآن و سنت کی ہدایات کا پابند ہو متحدہ ہندوستان میں ایک الگ ریاست کے حصول کے لیے مسلمانوں کی جدوجہد اور اس کے نتیجہ میں پاکستان کے قیام کے پیچھے مسلمانوں کا یہی جذبہ کارفرما تھا کہ اس خطہ میں امت مسلمہ کو ایسی آزاد حیثیت حاصل ہو کہ وہ اپنے معاشرہ میں قرآن و سنت کی بالادستی اور شریعتِ اسلامیہ کی عملداری کا اہتمام کر سکیں لیکن قیام پاکستان کے بعد دینی حلقوں کی مسلسل جدوجہد اور اسلامیانِ پاکستان کے مطالبات اور قربانیوں کے باوجود معاشرہ میں قرآن و سنت کی حقیقی بالادستی اور عملی نفاذ کی طرف کسی سنجیدہ پیش رفت کے آثار دکھائی نہیں دے رہے اور گذشتہ چوالیس سال کے دوران اس سلسلہ میں کیے جانے والے آئینی اور حکومتی اقدامات پر ایک نظر ڈالنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ سادہ دل عامۃ المسلمین کو بہلائے رکھنے کے لیے "آنکھ مچولی" کا ایک دلچسپ کھیل ہے جو پورے اہتمام اور تسلسل کے ساتھ قومی سیاست کے سٹیج پر کھیلا جا رہا ہے۔

- ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو ملک کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی مساعی کے نتیجہ میں "قراردادِ مقاصد" منظور کر کے پاکستان کو ایک اسلامی نظریاتی ریاست کی حیثیت دی۔ اس قرارداد میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ اعلیٰ کو دستوری طور پر تسلیم کرتے ہوئے یہ طے کیا گیا کہ پاکستان میں مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا لیکن یہ قراردادِ مقاصد ملک میں نافذ ہونے والے ہر دستور میں دیباچہ کے طور پر نمائشی حیثیت سے شامل ہونے کے باوجود کسی آئین کا قابل عمل حصہ نہ بن سکی اور بالآخر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے

ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قرارداد مقاصد کو نافذ العمل آئین کا باضابطہ حصہ قرار دیا۔

- ۱۹۷۳ء کے دستور میں اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دیتے ہوئے پاکستان کے عوام کے ساتھ یہ دستوری وعدہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ملک کے تمام قوانین کو سات سال کے اندر قرآن وسنت کے مطابق بنا دیا جائے گا لیکن دستور پاکستان کا یہ تحریری وعدہ آج ۹۱ء میں بھی اپنے چہرہ پر استفہام کی سلوٹیں سجائے حکمرانوں کے دروازے پر بے نتیجہ دستک دے رہا ہے۔
- جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے اپنے دورِ حکومت میں چند ادھوری اسلامی اصلاحات کے نفاذ کے ساتھ ساتھ وفاقی شرعی عدالت قائم کر کے اس کا یہ حق تسلیم کیا کہ وہ از خود یا کسی شہری کی اپیل پر ملک کے کسی بھی قانون پر غور کر کے اس کے غیر شرعی ہونے کا فیصلہ دے سکتی ہے یہ ایک تاریخی اور ٹھوس قدم تھا مگر دستور کی دفعات، عدالتی نظام اور عائلی قوانین کو کلیتہً اور مالیاتی قوانین کو دس سال کیلئے وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار سے مستثنیٰ قرار دے کر اس کے ہاتھ بھی جکڑ دیئے گئے۔
- ۱۶ اکتوبر ۸۵ء کو قومی اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ قوم سے یہ وعدہ کیا کہ ایک آئینی ترمیمی بل کی صورت میں قرآن وسنت کو ملک کا "سپریم لاء" اور پالیسی اور قانون سازی کا اصل سرچشمہ قرار دیا جائے گا مگر ابھی تک خود قومی اسمبلی کو اپنے اس وعدہ کی تکمیل کی توفیق نہیں ہوئی۔
- قومی اسمبلی کے مذکورہ وعدے کو پورا کرنے کے پُرجوش عوامی مطالبہ پر حکومت کی طرف سے سینٹ آف پاکستان میں آئین کا نواں ترمیمی بل پیش کیا گیا جس میں دستور میں پہلے سے درج طریق کار کی پابندی کی شرط کے ساتھ "قرآن وسنت" کو نمائشی طور پر ملک کا سپریم لاء قرار دیا گیا یہ بل سینٹ نے پاس کر دیا لیکن مقررہ آئینی مدّت کے اندر قومی اسمبلی میں پیش نہ کر کے اسے بے اثر بنا دیا گیا۔
- ۸۵ء میں سینٹ کے ۲ ارکان مولانا قاضی عبد اللطیف اور مولانا سمیع الحق نے پرائیویٹ بل کے طور پر "شریعت بل" کا ایک مسودہ سینٹ میں پیش کیا جس پر مسلسل پانچ سال بحث ہوئی ایوان کے اندر اور باہر نصف درجن سے زائد کمیٹیوں نے اس پر تفصیلی غور وخوض کیا اور بالآخر پانچ سال کے طویل قومی مباحثہ کے بعد متعدد ترامیم کے ساتھ سینٹ آف پاکستان نے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا مگر نویں آئینی ترمیمی بل کی طرح یہ بھی مقررہ آئینی مدّت کے اندر قومی اسمبلی میں پیش نہ ہو سکا اور خسروانِ مملکت کی مصلحتوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔
- گذشتہ ماہ رمضان المبارک کے پُرکیف ماحول میں وزیراعظم جناب محمد نواز شریف نے

پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے قوم کو یہ خوشخبری دی کہ ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دیا جا رہا ہے اور شریعت بل کو منظوری کے لیے قومی اسمبلی میں پیش کیا جا رہا ہے لیکن جب حکومت کی طرف سے قومی اسمبلی میں پیش کیا جانے والا مسودہ سامنے آیا تو یہ خوشخبری بھی آنکھ مچولی کے اسی قومی ڈرامہ کا ایک ایکٹ ثابت ہوئی جو نفاذِ اسلام کے نام پر قیامِ پاکستان کے بعد سے مسلسل سٹیج کیا جا رہا ہے۔

حکومت کی طرف سے پیش کیے جانے والے "سرکاری شریعت بل" کا تفصیلی تجزیہ ہم آئندہ ماہ شریعت بل کے بارے میں "الشریعة" کی خصوصی اشاعت میں کریں گے انشاء اللہ العزیز لیکن سردست چند اصولی باتوں کا ذکر اس مرحلہ میں ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) حکومت نے آئینی ترمیم کے ذریعہ قرآن و سنت کو "سپریم لاء" قرار دینے کے سلسلہ میں وزیر اعظم کا وعدہ پورا کرنے کی بجائے اسے "شریعت بل" کے قانونی مسودہ میں شامل کر دیا ہے جس سے پوزیشن بالکل مختلف ہو گئی ہے کیونکہ پارلیمنٹ سے منظور ہو جانے کے بعد بھی قرآن و سنت کو سپریم لاء قرار دینے والی شق آئین کا حصہ نہیں بن سکے گی اور آئین کی جن دفعات میں متعدد غیر اسلامی قوانین کو باقاعدہ تحفظ دیا گیا ہے ان کی بالاتری اس شق پر بدستور قائم رہے گی جس سے یہ قطعی طور پر ایک بے اثر اور بے نتیجہ نمائشی شق بن کر رہ جائے گی۔

(۲) سینٹ آف پاکستان کے متفقہ طور پر منظور کردہ "شریعت بل" کی دفعہ ۴ سے ۸ تک مسلسل پانچ دفعات کو "سرکاری شریعت بل" کے مسودہ سے نکال دیا گیا ہے ان دفعات میں ملک کی تمام عدالتوں کو مقدمات کے فیصلے قرآن و سنت کے مطابق کرنے کا پابند بنایا گیا ہے، یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ کوئی بھی حاکم یا افسر شریعت کے خلاف کسی قسم کا کوئی حکم جاری نہیں کر سکے گا اور اگر ایسا کوئی حکم جاری ہوا تو شہریوں کو اسے عدالت عالیہ میں چیلنج کرنے کا حق حاصل ہو گا، عدالتی احتساب کے سامنے حکمرانوں اور رعیت سب کو مساوی قرار دیا گیا ہے اور دینی علوم کے ماہرین کو عدالتوں میں جج، معاون اور مفتی کے طور پر مقرر کرنے کا اصول طے کیا گیا۔

ان دفعات کے حذف ہو جانے کے بعد شریعت بل کے سرکاری مسودہ میں کوئی ایک بھی ایسی دفعہ باقی نہیں رہی جس سے قومی زندگی کے کسی ایک شعبہ میں بھی کوئی عملی تبدیلی آتی ہو اس لیے اس بل کی حیثیت نمائشی اور خوشنما وعدوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۳) شریعت بل کا سرکاری مسودہ منظور ہو جانے کی صورت میں صرف ایک عملی تبدیلی ہو گی جو

مثبت نہیں بلکہ منفی ہے وہ یہ کہ وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے مالیاتی قوانین کو دس سال کے لیے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا اور اس عرصہ میں کسی کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ سود یا کسی اور غیر اسلامی مالیاتی قانون کو چیلنج کر سکے یہ مدت گذشتہ سال ختم ہو چکی ہے اور شہریوں کا یہ حق بحال ہو گیا ہے کہ وہ سود سمیت کسی بھی مالیاتی قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر سکیں مگر شریعت بل کے سرکاری مسودہ میں سودی قوانین کے خاتمہ کے لیے تین سال کی نئی مدت مقرر کی گئی ہے اور اس میں مزید توسیع کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر اسلامی مالیاتی قوانین کو چیلنج کرنے کا جو حق گذشتہ سال بحال ہو گیا تھا اس "شریعت بل" کے ذریعہ وہ مزید تین سال یا اس سے زائد عرصہ کے لیے معطل ہو جائے گا اور یہ عمل شریعت بل کے نام پر قومی اسمبلی کی منظوری کے ساتھ انجام پائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس پس منظر میں ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ نفاذِ اسلام کے نام پر وقتاً فوقتاً کیے جانے والے حکومتی اقدامات کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پیچھے کوئی سنجیدہ جذبہ کارفرما ہے یہ محض وقت گذارنے اور عوام کو بہلاتے رکھنے کے مسلسل عمل کا ایک حصہ ہیں اس لیے ملک کے دینی حلقوں اور عوام کو اس بارے میں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہیے۔

خوست کی فتح کے بعد

خوست بالآخر فتح ہو گیا ہے اور افغان مجاہدین نے ایک بار پھر اپنے خون کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کر دیا ہے کہ روسی افواج کی طرح نجیب انتظامیہ کے لیے روس کے قائم کردہ دفاعی حصار بھی "ناقابل تسخیر" نہیں ہیں اور مسلمانوں کی ایمانی قوت کے سامنے دنیا کی کوئی قوت نہیں ٹھہر سکتی۔

ہم اس شاندار فتح پر افغان مجاہدین کی تمام تنظیموں اور راہنماؤں بالخصوص خوست محاذ کے کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کے آئندہ عزائم کی کامیابی کے لیے بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہیں۔ اللھم ربنا آمین

خوست کی فتح نے جہاں مجاہدین کی آئندہ پیش قدمی کے دروازے کھول دیئے ہیں وہاں بڑی طاقتوں کی یہ غلط فہمی بھی دور کر دی ہے کہ افغان مجاہدین کی جدوجہد کا انحصار ان کے تعاون اور امداد پر تھا ہمیں امید ہے کہ افغان مجاہدین پہلے سے زیادہ منظم اور متحد ہو کر کابل کی طرف پیش قدمی جاری رکھیں گے اور افغانستان کو ایک مکمل اسلامی نظریاتی ریاست بنانے کی منزل جلد حاصل کر لیں گے۔